Majallah-yi Talim o Tahqiq

Markaz Talim o Tahqiq, Gulshan-e-Taleem,
Sector H-15, Islamabad, Pakistan

مجلہ تعلیم و تحقیق

مرکز تعلیم و تحقیق، گلشنِ تعلیم، ایچ۔۱۵، اسلام آباد، پاکستان

ISSN (P): 2618-1355, **ISSN (Online):** 2618-1363

Issue 1,Vol 5, January-March,2023

شمارہ۱، جلد۵، جنوری—مارچ، ۲۰۲۳

حدود کی اقسام قرآن و حدیث اور مسالک اربعہ کی روشنی ایک تجزیاتی مطالعہ

ناصر خان[1]

Abstract:

Every type of crime has become common in Muslim society today. The situation has become difficult for everyone. Be it a social worker or an intellectual, a politician, a writer or a lawyer, all of them are talking about how to end these crimes and how to prevent them. People can live peacefully and this region becomes the cradle of peace. But still crimes are increasing. So this time demands that we implement Islamic laws so that we can succeed in bringing peace and order in this region.

The meaning of boundaries has been explained. And it has been clarified from hadiths that if boundaries are established, how peace is established in the society and that society becomes a place of happiness.

The meaning of Hudud in the light of Salak Arbaa and modern scholars. The types of Islamic punishments in the light of Masalak Arbaa. In Islam, ancient Egypt, Babylon, Assyria (Assyria) and India, the punishment for adultery in Hinduism. Thus, the punishment of Hudud and laws in Islam. Punishment of alcohol and alcohol. And the religious and worldly evils of gambling. Punishment of the apostate in the light of the Qur'an and hadiths

1۔ ایم فل اسکالر رفاہ انٹرنیشنل یونی ورسٹی اسلام آباد

تعارف:

قرآن میں اللہ تعالی فرماتے ہیں الیوم اکملت لکم: کہ آج میں نے تمہارے لئے دین کو کامل کر دیا ہے ۔ لیکن ہمارے معاشرے میں روشن خیال طبقے کا خیال یہ ہے کہ اسلام اور سیاست الگ چیز ہے اور ہم معاشرے کے امن خوشحالی اور سیاسی کام اپنے ہی طریقے سے کرینگے۔ لیکن اللہ کی قدرت کا کرشمہ ہے کہ یہ سب لوگ اس میں ناکام ہیں، نہ تو معاشرے کو امن دے سکے اور نہ ہی خوشحالی۔ اسلام ہی صرف ایک ایسا دین ہے کہ اگر اس کے قوانین اور حدود کو نافذ کیا جائے تو پورے خطے میں امن وامان قائم ہو جائے گا جیسے کہ ہماری تاریخ اس سے بھری پڑی ہے۔

عصر حاضر میں جرائم نے پورے دنیا کو اپنے لپیٹ میں لیا ہے۔ دنیا کا کوئی خطہ ایسا نہیں ہے کہ جرائم سے خالی ہو اور روز بروز یہ جرائم بڑھ رہے ہیں۔ تمام ممالک چاہے ترقی یافتہ ہوں یا کمزور سارے جرائم کی لپیٹ میں ہیں، ان جرائم کا دائرہ بہت وسیع ہو چکا ہے۔ چاہے مرد ہو یا عورت، بچی ہو یا جوان، عمر رسید لوگ ہوں یا بوڑھے، غریب ہوں یا مالدار، کام والا ہو یا بیروزگار، کارخانے دار ہو یا مزدور، سیاست کرنے والا ہو یا قانون نافذ کرنے والے سب ان جرائم کا شکار ہیں اور یے جرائم سب ایک جیسے نہیں بلکہ اس کی نوعیت بھی مختلف ہے۔ ان میں بچوں پر وحشیانہ جنسی جرائم اور عورتوں کے ساتھ ظلم وزنا وغیرہ شامل ہے۔ اخلاقی جرائم، معاشی جرائم، جنگی جرائم اور سیاسی جرائم ہر سو عام ہے۔ مطلب ہر شعبہ اور ہر طبقہ جرائم سے خالی نہیں۔ اگر کسی ملک کی کرائم رپورٹ کی تحقیق کی جائے تو ان جرائم کی ایک لمبی فہرست مرتب ہو جائے گی اور ہمارے ملک عزیز پاکستان بھی ان جرائم میں کسی سے کم نہیں ہے بلکہ ان دو سال کے اندر پاکستان میں کرائم بہت زیادہ ہوگئے، پولیس رپورٹ کی مطابق صرف پنجاب میں 2019 سے 10 اگست 2020۔ تک 3 لاکھ 28 ہزار سے زائد[2] مقدمات درج ہوئے، جس میں صرف 3034 قتل کی وارداتیں ہوئی۔ یہ ہمارے ملک پاکستان کی صرف ایک صوبہ کی رپورٹ ہے۔ تقریبا ہر صوبہ کی یہ صورت حال ہے ۔ سماجی کارکن ہو یا ایک دانشور، یا سیاسی لیڈر ہو یا قانون دان، سب اس چیز میں محو گفتگو ہے کہ کیسے اس جرائم کا خاتمہ کیا جائے؟ کیسے ان کو روکا جائے؟ لیکن پھر بھی جرائم زیادہ ہو رہے ہیں۔ تو یہ وقت اور حالات کا تقاضہ ہے کہ ہم اسلامی قوانین کو نافذ کریں تاکہ ہم اس خطے میں امن وامان لانے میں کامیاب ہو سکیں اور ان جرائم کو ختم کرنے کے لیے اسلامی قوانین کو نافذ کرنے کے علاوہ اور کوئی راستہ نہیں ہے۔ لیکن ایک طرف کچھ لوگ ایس ہیں جو اسلامی قوانین پر اعتراضات کرتے ہیں اور یہ بات زور شور سے کہتے ہیں کہ اسلامی قوانین میں سختی اور ظلم ہے اس میں انسانیت کے لیے خطرہ ہے۔ یہ مقالہ یہ ثابت کرے گا کہ ہم اگر ان قوانین کو نافذ کرلیں تو معاشرے پر اس کے کیا اچھے اثرات مرتب ہو سکتے ہیں اور کیسے ایک بگڑے ہوئے معاشرے کو ٹھیک کیا جاسکتا ہے۔

حدود کا مفہوم

اسلام میں حدود کا تعین اس لیے کیا گیا ہے تاکہ انسان ظلم وستم اور مصائب سے محفوظ رہ سکے اور ایک انسان دوسرے انسان کی عزت وجان کی کے ساتھ کھلواڑ نہ کر سکے۔ (امام اغزالیؒ) المستصفی میں فرماتے ہے کہ شریعت کا مقصد ہے کہ انسان کے 5 حقوق کا تحفظ کیا جائے۔

(۱) دین (۲) جان (۳) عقل (۴) نسل (۵) مال۔ ہر وہ چیز جو ان چیزوں کی حفاظت کرے وہ مصلحت ہے[3]۔ اب اس مصلحت کو جاننے کے لیے ضروری ہیں کہ ہم حد کا مفہوم جانیں۔

حد کی لغوی تعریف: امام راغب اصفہانی نے اس طرح تعریف کی ہے۔ الحد الحاجز بين الشيئين الذى يمنع اختلاط أحدهما بالآخر، يقال: حددت كذا: جعلت له حداً يميز، و حد الدار ما تتميز به عن غيرها۔[4] حد، وہ خط متار کہ ہے جو دو چیزوں کے درمیان حدِ فاصل

---

[2] Urdu arynews.tv، "پنجاب میں زیادتی کے کتنے کیس"، رسائی: ۶ مارچ 23،

[3] ابو حامد الغزالی، المستصفی من علم الاصول، (المطبعۃ الامیریۃ: بولاق مصر، 1322)، ص 287-286

[4] ابی لقاسم بن محمد المعروف الراغب الاصفھانی، المفردات فی غریب القرآن، (مکتبۃ النظار المصتقی الباز:)، ج 1، ص ۱۴۳

قائم کرتا ہے اور انہیں ایک دوسرے سے ملنے سے روکتا ہے۔ کہا جاتا ہے: میں نے یہ حد لگادی: یعنی خط کھینچ دیا تاکہ تمیز ہو سکے۔ اور گھر کی حد جو اسے دوسرے گھر سے علیحدہ کرتی ہے وہ اس کا خط ہوتا ہے

عربی لغت میں حد کی معنی ہیں، روکنا منع کرنا[5]، دروازے پر کھڑے دربان کو حداد کہا جاتا ہے، کیوں کہ وہ غیر لوگوں کو گھر کے اندر آنے سے منع کرتے ہے[6]

فقہ حنفی کی کتاب ہدایہ میں اس طرح تعریف کی ہے۔ الحد لغة هو المنع و منه الحداد للبواب[7]

اصطلاحی تعریف: (اَلْحَدُّ) فِي الشَّرِيْعَةِ: هُوَ الْعَقُوْبَةُ الْمُقَدَّرَةُ حَقًّالِلّٰهِ تَعَالٰى[8] یعنی حد شریعت میں اُس معین سزا کا نام ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنا حق قرار دے کر مقرر کی ہو۔

تو اس سے ثابت یہ ہوتا ہے کہ حد کہ اصطلاحی مفہوم۔ کسی جرم کی وہ زجر (یعنی سزا) ہے جو اللہ اور اس کی رسول ﷺ نے معین کی ہو۔ اور اس طرح احادیث میں بھی حد کا مفہوم اور مقصد بیان ہوا ہے۔ رسول الله صلى الله عليه و سلم حد يعمل به في الأرض خير لأهل الأرض من أن يمطروا أربعين صباحا[9]

ترجمہ: زمین والوں پر ایک حد کا جاری کرنا تیس دنوں کی متواتر بارش (رحمت) سے بہتر ہے (دوسری روایت میں) چالیس دن کی بارش سے بہتر ہے۔

اسلامی سزاؤں کی اقسام

اسلام میں دو قسم کی سزئیں مقرر ہیں، ایک وہ ہے جس میں سزا سب کے لیے یکساں مقرر ہے یہ وہ حدود ہیں جس میں کمی کرنا گنا ہے۔ اور دوسری قسم تعزیری سزا ہے۔ جس کی سزا شریعت نے مقرر نہیں کی ہے اور وہ حاکم وقت کی رائے پر ہے جس میں کمی اور زیاتی ہو سکتی ہے، اور وہ حاکم وقت طے کرے گا کہ کس طرح سزا ہونی چاہی ئے۔

حدود کی اقسام

1۔ زناء

زنا کی لغوی اور اصطلاحی تعریف

لغوی تعریف: الزنی :الفجور۔ وهذه لغة اهل الحجاز ۔[10]

زنا لغت میں فجور کی معنٰی میں آتا ہے اور یہ لغت اهل حجاز میں ہے۔

اصطلاحی تعریف:

1۔ هُوَ وَطْءُ المَرْأَةِ من غيرِ عَقْدٍ شَرْعِيَ[11] کہ زنا کا معنی ہے کسی عورت کے ساتھ بغیر شرعی عقد کے وطی کرنا۔

---

[5] للسید محمد مرتضی الحسینی الزبیدی، تاج العروس من جواہر القاموس، (بیروت: طبعہ ثانیہ ۱۴۱۴)۔ ص 6

[6] تاج العروس من جواہر القاموس، ج۸، ص8

[7] الهدایہ، ج2، ص۴ 498

[8] ایضاً ص۴۹۸

[9] عبد العظيم بن عبد القوي المنذري أبو محمد، الترغيب والترهيب، (بیروت، 1417)، ح3540، ج۳، ص172

[10] الموسوعه الفقهیه، (وزاۃ الاوقاف وَالشؤن الاسلامیۃ)، ج24، ص۱۸

[11] للسید محمد مرتضی الحسینی الزبیدی، تاج العروس من جواہر القاموس، (دار الهداية) ج3، ص225

2۔ بأنه وطء مكلف مسلم فرج آدمی لاملک له فيه بلاشبهة[12] ایک مسلمان بالغ کسی آدمی کے ساتھ قصد ابدکاری کرے جو اس کی ملکیت میں نہ ہو بلا کسی شبہ کے۔

3۔ ایلاج حشفة أوقدرهافی فرج محرم لعینه مشتهی طبعا بلاشبهة[13] اپنی حشفہ کو کسی محرم کی فرج میں داخل کرنا جو طبعا مشتہیٰ ہو اور حرام ہونے میں کوئی شبہ نہ ہو۔

4۔ بأنه فعل الفاحشه فی قبل أودفی دبر، فعل فاحشہ کرنا ہے چاہے قبل میں ہو یا دبر میں ہو۔

(زنا کا عام مفہوم) مولانا مودودیؒ فرماتے ہیں، کہ مرد اور ایک عورت، بغیر اس کے کہ ان کی درمیان جائز رشتہ ءزن وشو ہو، باہم مباشرت کا ارتکاب کریں۔[14]

زنا کی سزا:۔ زنا ایک ایسی چیز ہے جس پر قدیم ترین زمانے سے آج تک سب اس بات پر متفق ہیں کہ یہ ایک گناہ ہے اور کوئی بھی ایسا معاشرہ نہیں ہے جس میں اس کو اچھا قرار دیا ہو لیکن جو اختلاف اس میں ہے وہ سزا کے بارے میں ہے جس میں بعض معاشروں میں بہت نرمی سے کام لیا ہے اور یہی وہ جگہ ہے جس میں اسلام اور باقی مذاھب کا اختلاف شروع ہوتا ہے۔

زنا کی سزا دوسرے مذاھب میں

قدیم مصر، بابل، اشور (اسیریا) اور ہندوستان کے قوانین میں اس کی سزا بہت کم ہے اور اس قاعدہ کو یونان اور روم نے بھی اختیار کیا، اور بعد میں جا کر یہودنے بھی اس کو اختیار کیا۔ اور وہ سزا یہ تھی کہ اگر کوئی کسی کنوری لڑکی سے زنا کرے تو وہ اس کو مہر دے گا اور اس سے شادی بھی کرے۔ لیکن اگر لڑکی کا باپ شادی پر راضی نہ ہو تو جتنا ایک کنواری لڑکی کہ مہر ہوتی ہے اس کی مقدار میں ادا کرنے کا وہ پابند ہوگا۔ البتہ اگر کوئی شخص کاہن (یعنی بروہیت، priest) کی بیٹی سے زنا کرے تو لڑکی کو جلا دیا جانے کی سزا ہے اور لڑکے کو پھانسی کی سزا ہے۔

دھرم شاستر کہتا ہے۔ کہ جو شخص اپنی ذات کی کنواری لڑکی سے زنا کرے تو وہ کسی سزا کا مستحق نہیں ہے۔

اور لڑکی کا باپ راضی ہو تو اس کو معاوضہ دے کر شادی کرلے اور اگر لڑکی اونچی ذات کی ہو اور مرد پنچ ذات کا تو لڑکی کو گھر سے نکال دے اور مرد کو قطع اعضاء کی سزا دیا جائے۔ (ادھائے ۸، اشلوک، ۳۵۶۔۳۶۶) اور اس سزا جلانے میں تبدیل کیا جاسکتا ہے جب لڑکی برہمن ہو۔ (اشلوک ۳۷۷)[15]

زنا کی سزا اسلام میں:

زنا کو سب سے پہلے قابل سزا فعل ۳ھ میں قرار دیا گیا تھا لیکن اس وقت یہ ایک قانونی جرم نہیں تھا جس پر ریاست کاروائی کرے۔ بلکہ یہ جرم ایک خاندانی حیثیت کا جرم تھا جس پر اہل خاندان ہی بطور خود سزا لینے کا اختیار تھا اور حکم یہ تھا کہ اگر زنا کرنے پر چار گواہ موجود ہو تو دونوں کو مارا پیٹا جائے، اور عورت کو گھر میں قید کرلیا جائے اور اس کے ساتھ یہ اشارہ بھی تھا کی یہ قاعدہ تا حکم ثانی ہے۔ اور کہا کہ اصل قانون بعد میں آنے والا ہے[16]

اور پھر اس حکم کے ۳ سال بعد یہ حکم نازل ہوا:

---

[12] الموسوعه الفقهيه، (وزاۃ الاوقاف والشؤن الاسلامیۃ) ج24، ص۱۸

[13] أیضا

[14] سید ابوالاعلی المودودیؒ، **فہم القرآن**، (ادارہ ترجمان القرآن، ستمبر ۲۰۱۲)، ج3، ص319

[15] سید ابوالاعلی المودودیؒ، **تفہیم القرآن**، (ادارہ ترجمان القرآن، ستمبر ۲۰۱۲)، ج3، ص320۔321

[16] ایضا۔ ص ۳۲۵

الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ وَلَا تَأْخُذْكُمْ بِهِمَا رَأْفَةٌ فِي دِينِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَائِفَةٌ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ۔النور آيات (۲) زانیہ عورت اور زانی مرد، دونوں میں سے ہر ایک کو سو کوڑے مارو۔ اور ان پر ترس کھانے کا جزبہ اللہ کے دین کے معاملے میں تم کو دامن گیر نہ ہو، اگر تم اللہ تعالیٰ اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہو۔

اس آیات میں جو سزا مقرر کی گئی ہے، وہ غیر شادی شدہ جب زنا کرے تو اس کی سزا ہے۔ اور شادی شدہ کی سزا رجم ہے جو کہ حدیث مبارکہ میں بیان ہوئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھ سے احکامات حاصل کرو، مجھ سے احکامات حاصل کرو۔ اللہ تعالیٰ نے زانیہ عورتوں کے لئے راستہ مہیا کر دیا ہے۔ غیر شادی شدہ زانی (مردوزن) کے لئے سزا سو، سو کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی اور شادی شدہ مردوزن کے لئے سو سو کوڑے اور رجم ہے[17]" جو شادی شدہ ہو ان کی سزا، اس حدیث میں بیان ہوا ہے۔

اسی طرح بہت سے روایت میں ہے کہ رجم کی سزا قرآن میں ذکر تھی جس کی تلاوت منسوخ ہو چکی ہے لیکن حکم باقی ہے۔ حضرت اُبی بن کعبؓ کے الفاظ یہ ہیں: قال إذا زنيا الشيخ والشيخة فارجموهما البتة نكالا من الله والله عزيز حكيم[18]

شادی شدہ مرد و عورت کی سزا میں اختلاف ہے۔

1۔ امام احمدؒ، داؤ ظاہری اور اسحاق بن راہویہ۔ کی نزدیک پہلے سو کوڑے لگائیں گے اس کے بعد سنگسار کیا جائے گا۔

2۔ باقی تمام فقہاء سب اس بات پر متفق ہیں کہ ان کی سزا صرف سنگسار ہے۔ اور دونوں سزاوں کو جمع نہیں کیا جائے گا۔[19]

غیر شادی شدہ کی سزا:

امام شافعیؒ، امام احمدؒ، اسحاقؒ، داؤد ظاہری، سفیان ثوری، ابن ابی لیلی، اور حسن بن صالح کے نزدیک سو کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی ہے اور یہ حکم دونوں کے لیے ہو گا۔

امام مالکؒ اور امام اوزاعیؒ کے نزدیک مرد کے لیے سو کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی، اور عورت کے لیے صرف سو کوڑے ہیں۔[20]

2۔ حد قذف

حدود میں سے دوسری حد کو حد قذف کہتے ہیں، اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی اگر کسی پر زنا کا الزا لگائے اور پھر اس کو گواہوں کے ذریعے ثابت نہ کر سکے تو اس پر حد قذف یعنی 80 کوڑے مارے جائیں گے۔

سورۃ النور کی آیات (4) میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوهُمْ ثَمَانِينَ جَلْدَةً وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا وَأُولَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ حوالہ اور جو لوگ پاک دامن عورتوں پر تہمت لگائیں، پھر چار گواہ لے کر نہ آئیں، ان کو اسی کوڑے مارو اور ان کی شہادت کبھی قبول نہ کرو، اور وہ خدہی فاسق ہیں، سوائے ان لوگوں کے جو اس حرکت کے بعد تائب ہو جائیں اور اصلاح کریں کہ اللہ ضرور (ان کے حق میں) غفور ور حیم ہے۔

اس آیات کی تفسیر میں مولانا مودودیؒ فرماتے ہے۔ "آیات میں والذين يرمون۔ استعمال ہوا ہے۔ جن کے معنی ہیں وہ لوگ جو الزام لگائیں۔ لیکن یہاں سیاق و سباق سے پتا چلتا ہے کہ یہاں عام الزام مراد نہیں ہے بلکہ مخصوص طور پر زنا کا الزام مراد ہے"

[17] أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني بن ماجه الربعي، **السنن ابن ماجه**،(ح،2540)،ج7،ص446

[18] أبو بكر عبد الرزاق بن همام الصنعاني، **الْمُصَنَّفُ لِعَبْدِ الرَّزَّاقِ**،ج7،ص192

[19] **تفہیم القرآن**،ج ۳،ص ۲۳۷

[20] ایضاً،ص338

اوراس طرح ایک حدیث میں پانچ چیزوں سے منع کیا گیا ہے جس میں ایک قذف ہے،رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔قال رسول الله صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -: «اجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوبِقَاتِ. قَالُوا: وَمَا هُنَّ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: الشِّرْكُ بِاللَّهِ، وَالسِّحْرُ، وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ، وَأَكْلُ الرِّبَا، وَأَكْلُ مَالِ الْيَتِيمِ، وَالتَّوَلِّي يَوْمَ الزَّحْفِ، وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ الْغَافِلَاتِ.» مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَالْمُحْصَنَاتُ هَاهُنَا الْعَفَائِفُ حواله

قذف کی لغوی اور اصطلاحی تعریف:

الْقَذْفُ: هُوَ الرَّمْيُ بِالزِّنَا. لغت میں کسی چیز کے پھینکنے کو کہتے ہیں۔[21]

اصطلاحی تعریف: قرآن کی آیات نمبر (۴) میں ذکر ہے جو اوپر بیان کی ہے۔

کسی سزا کے لیے یہ کافی نہیں ہے کہ کسی کی اوپر بلا ثبوت الزام لگائیں بلکہ اس کے لیے کچھ شرائط ہیں۔

حد قذف کی شرائط

زنا کا الزام لگانے والے کے اندر مندرج ذیل شرائط ہونا ضروری ہیں (۱) بالغ ہو (۲) عاقل ہو (۳) کسی نے جبر نہ کی ہو، یعنی کسی کی زور کی وجہ سے الزام نہ لگایا ہو (۴) الزام لگانے والا مقذوف کا اپنا باپ یا دادا نہ ہو کیونکہ ان پر حد جاری نہیں ہوتا (۵) حنفیہ کے نزدیک کہ وہ ناطق ہو گونگا نہ ہو کہ وہ اشاروں سے کہے کہ اس نے زنا کیا ہے۔ لیکن امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ اشارہ ایسا ہو جس سے عام لوگ بھی سمجھ جائیں۔ لیکن حنفیہ کہتے ہیں محض اشارہ قوی نہیں ہے اس کی بنا پر ایک آدمی کو ۸۰ کوڑوں کی سزا نہیں دی جا سکتی، اس کو صرف تعزیری سزا دی جائے گی۔[22]

مقذوف: جس پر الزام لگایا گیا ہے اس کی شرائط پانچ ہے۔ (۱) عاقل ہو (۲) بالغ ہو (۳) مسلمان ہو (۴) آزاد ہو (۵) عفیف ہو۔[23]

حد قذف کی سزا:

قرآن میں آیات نمبر ۴ میں بیان ہوے ہے کہ جس نے کسی پاک دامن پر الزام لگایا اور پھر ۴ گواہ پیش نہیں کیا اس کو ۸۰ کوڑے مارا جائے ، جس کی تفصیل اوپر گزری ہے۔

لیکن حد قرف کی سزا بھی زنا کی سزا کی طرح ہے۔ وہ اس طرح کہ حد تب لگا دیا جا سکتا ہے کہ جس پر الزام لگا ہوا ہے وہ کہے کہ اس پر حد لگا دے یا وہ اس کو معاف کریں تو اس پر حد نہیں لگا دیا جائے یعنی اس میں اختیار ہے جب تک وہ نہ چاہے تو سزا مقرر نہیں ہو سکتی، اور یہ ائمہ اربعہ کا بھی قول ہے۔[24]

اور زاد المستقنع میں بھی ہے کہ، وهو حق للمقذوف، یہ تہمت لگائے گئے شخص کا حق ہے[25]

حد سرقہ: چوری کرنے کی سزا:

سورة المائدہ آیات نمبر (38) میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا جَزَاءً بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ (38)

---

[21] أبو محمد موفق الدين عبد الله بن أحمد بن محمد بن قدامة ، **المغني لابن قدامة**، (مکتبۃ القاہرۃ: 1968)، ج ۹، ص ۸۳

[22] **تفہیم القرآن**، س ج 3، ص 349

[23] **المغني لابن قدامة**، ج، 9، ص 83

[24] **المغنی**، ج 9، ص 83

[25] شرف الدین موسی بن أحمد بن موسی أبو النجا الحجاوي، **زاد المستقنع في اختصار المقنع**، (دار الوطن للنشر، الریاض)، ص 220

(ترجمہ)جو مرد چوری کریں اور جو عورت چوری کریں، توان دونوں کے ہاتھ کاٹ ڈالوں، الخ۔

سرقہ کی اصطلاحی تعریف: أَخْذُ الْمَالِ عَلَى وَجْهِ الْخِفْيَةِ وَالِاسْتِتَارِ (ترجمہ) کسی کی مال لینا خفیہ طریقے سے

مَسْأَلَةٌ الْقَطْعُ فِي السَّرِقَةِ لَا يَجِبُ إلَّا بِشُرُوطٍ سَبْعَةٍ:

حد لگانے کے لیے۔ سزا کو واجب کرنے کے لیے 7 شرائط ہے۔(1) سرقہ، یعنی چوری کرنا، چوری کا مطلب ہے کہ کسی کی مال کو خفیہ طریقے سے چھپانا۔(2) جس چیز کی چوری کی ہے وہ نصاب کی برابر ہے۔ جو احناف کے نزدیک 10 دراہم ہے۔ جس کی دلیل اس حدیث میں ملتا ہے۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، عَنْ النَّبِيِّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - أَنَّهُ قَالَ: «لَا قَطْعَ إلَّا فِي عَشَرَةِ دَرَاهِمَ»(3) أَنْ يَكُونَ الْمَسْرُوقُ مَالًا۔ جو چیز چوری کی ہو وہ مال کی حکم میں ہو اس کی مثال کچھ اس طرح ہے کہ اگر کسی نے آزاد آدمی کو اغوا کیا تو اس می ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا کیونکہ یہ مال نہیں ہے، شافعی اور ثوریؒ امام منذر اور اصحاب الرائی فرماتے ہیں، اگر کسی نے آزاد بچے کو اغواء کیا تو اس سے ہاتھ کاٹا جائے گا۔

(4) أَنْ يَسْرِقَ مِنْ حِرْزٍ، کہ مال ایسا ہو جس کی حفاظت کی گئی ہو۔(5) چور عاقل و بالغ ہو۔(6) اور سرقہ ثابت ہو جائے۔(7) مالک خد دعویٰ کریں

اگر یہ شرائط موجود ہو تب حد لگایا جائے گا ورنہ نہیں لگایا جا سکتا۔[26]

حدِّ حرابۃ:

اصطلاحی تعریف:

طاقت کے زور پر کسی کا مال چھین لینا اور اس پر قبضہ کر لینا۔ اس کو حرابۃ کہتے ہیں۔

اور اس کی سزا قرآن میں سورۃ المائدہ میں آیات نمبر (33) میں بیان ہوا ہیں۔

إِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا أَنْ يُقَتَّلُوا أَوْ يُصَلَّبُوا أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ مِنْ خِلَافٍ أَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْأَرْضِ ذَلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ (33)

(ترجمہ) جو لوگ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے لڑتے ہیں اور زمین میں اس لیے تگ و دو کرتے پھرتے ہیں کہ فساد برپا کریں، ان کی سزا یہ ہے کہ قتل کیے جائیں، یا سولی پر چڑھائے جائیں، یا ان کے کے ہاتھ اور پاؤں مخالف سمتوں سے کاٹ ڈالے ئیں، یا وہ جلاوطن کر دے جائیں، یہ ذلت و رسوائی تو ان کے لیے دنیا میں ہے اور آخرت میں ان کے لیے بڑی سزا ہے۔ مگر جو لوگ توبہ کر لیں قبل اس کے کہ تم ان پر قابو پاؤ۔ اس آیات کی تفسیر میں، مولانا مودودیؒ فرماتے ہیں۔ کہ یہاں زمین سے وہ خطہ مراد ہے جس میں امن وانتظام قائم کرنے کی ذمہ داری اسلامی حکومت نے لے رکھی ہو۔ اور خدا رسول سے لڑنے کا مطلب ہے کہ اس نظام صالح کے خلاف جنگ کرنا ہے جو اسلام کی حکومت نے ملک میں قائم کر رکھا ہو[27]۔

اس ایات میں 4 قسم کی سزایاں ہوئی ہیں: کہ اگر کوئی زمین میں فساد کریں ڈکیتی کریں تو اس کی سزا چار قسم کی بیان ہوا ہے اور اس میں اختیار اس وجہ سے دیا ہے۔ کہ قاضی کو چاہی یے کہ جس نے جس قسم فساد، گنا کی ہے اس کی نوعیت پر سزا دیا جائے۔

حدِّ شرب خمر:

خمر کی تعریف:

اصطلاحی تعریف: وَالْخَمْرُ مَا خَامَرَ الْعَقْلَ۔ خمر وہ ہے جو عقل کو خراب کریں۔

---

[26] أبو محمد موفق الدين عبد الله بن أحمد بن محمد بن قدامة ،**المغني لابن قدامة**،(مکتبۃ القاهرة: 1968)، ج9، ص104-119

[27] **تفہیم القرآن**، ج1، ص465- 466

انگور کا کچھ شیرہ، جو پڑے پڑے سڑ کر بدبودار ہو جائے اور جھاگ چھوڑ دے تو وہ نشہ آور ہو جاتا ہے، اس کو خمر کہتے ہیں۔ خمر کا معنی ہے ڈھانپنا اور نشہ انسان کی عقل کو ڈھانپ لیتا ہے۔

شراب کی حرمت قرآن سے:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ (90) إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُوقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَعَنِ الصَّلَاةِ فَهَلْ أَنْتُمْ مُنْتَهُونَ (91)

(ترجمہ)

اے لوگو! جو ایمان لائے ہو! یقیناً شراب اور فال نکالنا شیطان کے گندے کاموں سے ہیں اس سے بچو تاکہ تم فلاح پاؤ۔( )

شیطان چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعے تمہارے درمیان دشمنی اور بغض ڈال دے اور تمہیں اللہ کے ذکر اور نماز سے روک دے کیا تم باز آنے والے ہو؟"( )

عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَخْطُبُ عَلَى مِنْبَرِ الْمَدِينَةِ فَقَالَ: " أَيُّهَا النَّاسُ، أَلَا إِنَّهُ نَزَلَ تَحْرِيمُ الْخَمْرِ يَوْمَ نَزَلَ، وَهِيَ مِنْ خَمْسَةٍ: مِنَ الْعِنَبِ،وَالتَّمْرِ، وَالْعَسَلِ، وَالْحِنْطَةِ، وَالشَّعِيرِ، وَالْخَمْرُ مَا خَامَرَ الْعَقْلَ [28]

(ترجمہ)ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمرؓ سے سنا جب وہ ممبر رسول اللہ ﷺ پر خطبہ دے رہا تھا، فرمایا، خبردار یقیناً شراب کی حرمت نازل ہوا جس دن نازل ہوا تھا، وہ پانچ تھا: انگور، کھجور، شہد، غنم، شعیر، اور شراب وہ ہے جو عقل کو خراب کریں۔

شراب پینے کی سزا: رسول اللہ ﷺ کے دور میں:

عن قَبيصَةَ بنِ ذُؤَيبٍ قال: قال رسولُ اللَّهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -: "مَن شَرِبَ الخَمرَ فاجْلِدوه، ثُمَّ إذا شَرِبَ فاجْلِدوه، ثُمَّ إذا شَرِبَ فاجْلِدوه، ثُمَّ إذا شَرِبَ فى الرّابِعَةِ فاقْتُلوه". فأُتِىَ برَجُلٍ قَد شَرِبَ الخَمرَ فجَلَدَه، ثُمَّ أُتِىَ به فجَلَدَه، ثُمَّ أُتِىَ به فجَلَدَه، ثُمَّ أُتِىَ به فى الرّابِعَةِ فجَلَدَه، فرَفَعَ القَتلَ عن النّاسِ وكانَت رُخصَةً فثَبَتَت(2).[29](ترجمہ)قبیصہ بن ذوویبؓ فرماتے ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کہ جس نے شراب پیلی اس کو کوڑے لگاؤ، اگر پھر سے پیا تو پھر سے کوڑے ماروں، اگر پھر سے پیا تو پھر سے کوڑے ماروں، اگر چھوتے مرتبہ اگر پے لیا تو اس کو قتل کرو، پھر ایک آدمی لایا گیا جس نے شراپ پی لیا تا تو اس کو کوڑے مارا گیا،(اور اس طرح چار بار اس نے شراپ پی لیا اور اس کو کوڑے مارا گیا، اور قتل کا حکم اٹھالیا گیا، اور اس میں رخصت دیا گیا،

عن أبى هريرةَ قال: أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ برَجُلٍ قَد شَرِبَ، فقالَ رسولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اضْرِبوه قال: فمِنّا الضّارِبُ بيَدِه، ومِنّا الضّارِبُ بنَعلِه، ومِنّا الضّارِبُ بثَوبِه،[30]

(ترجمہ)ابو ھریرہؓ فرماتے ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک آدمی لایا گیا جس نے شراب پی رکھی تھی، تو رسول اللہ نے حکم دیا کہ اس کو مارو، تو ابو ھریرہؓ فرماتے ہیں، بعضوں نے ہاتھ سے مارا، اور بعضوں نے چپلوں سے مارا اور بعضوں نے کپڑو سے مارا۔

شراب پینے کی سزا خلفائے راشدین کی دور میں:

حضین ابی ساسان الرقاشی، فرماتے ہیں، کہ عثمانؓ کہ حاضر ہو گئی ولید بن عقبہ اور اس نے شراب پی لیا تھا اور اس پر حمران بن ابان نے گواہی کی، عثمانؓ نے حضرت علیؓ کو حکم دیا کہ اس پر حد جاری کرو، اور حضرت علیؓ نے عبد اللہ بن جعفر ذی الجناحین کو کہا کہ اس کو حد لگاؤ اس نے کوڑا لیا اور

---

[28] أبو عبد الرحمن أحمد بن شعيب بن علي الخراساني، السنن **الصغرى للنسائي**،(مكتب المطبوعات الإسلامية: حلب،1406)،ج8،ص295

[29] أبو بكر أحمد بن الحسين بن عليّ، **البيهقي السنن الكبير**،(الناشر مركز هجر للبحوث والدراسات العربية والإسلامية: الطبعة: الأولى،1432ھ)،ج,17ص475ح،

[30] ایضاء ص469،ح1758

حضرت علیؓ شمار کرنے لگے جب ۴۰ پر پہنچا تو کہا کہ بس کرو، تھا رسول اللہ ﷺ جس نے ۴۰ کوڑے لگائے تھے اور پھر اس کے بعد حضرت ابو بکرؓ نے بھی ۴۰ لگائے، اور پھر حضرت عمرؓ نے ۸۰ کوڑے لگائے، ہمارے لیے سب سنت ہیں، اور میں اس سے محبت کرتا ہو۔[31]

اگر احادیث کی کتابے دیکھا جائے تو شراب کی حرمت میں اتنے احادیث ہیں جو تواتر کی درجہ تک جاتی ہے، اور بہت سے احادیث ہے جس میں شراب کی ممانعت آئی ہے۔

شراب اور جوائے کی دینی اور دنیاوی خرابیاں :

اس ایات میں 10 ایسی قباحت بیان ہوئی ہے جس کی وجہ سے شراب حرام قرار دیا ہے؛

(1) شراب کو بتوں اور فال کے تیروں کے ساتھ ذکر فرمایا ہے اور بت اور فال کے تیر حرام ہیں' سو شراب بھی حرام ہیں۔

(2) شراب کو رجس یعنی ناپاک فرمایا ہے اور ناپاک چیز حرام ہے' اس لیے شراب بھی حرام ہیں۔

(3) ان کو شیطان کا عمل فرمایا اور شیطان کا عمل حرام ہے۔

(4) ان سے اجتناب کرنے کا حکم دیا اور جس چیز سے اجتناب کا حکم دیا جائے وہ حرام ہوتا ہے۔

(5) ان سے اجتناب کرنے پر آخرت کی فلاح موقوف ہے اور ان کا ارتکاب کامیابی کی منافی ہے اور جو چیز آخرت کی کامیابی کے منافی ہو' وہ حرام ہے۔

(6) اور ان کے ذریعہ سے شیطان ایک دوسرے کے مابین میں بغض پیدا کرتے ہیں اس وجہ سے حرام ہے

(7) اور اس کی وجہ سے شیطان ایک دوسرے کے مابین میں عداوت پیدا کرتا ہے اس وجہ سے حرام ہے۔

(8) شراب اللہ کے یاد سے روکتا ہے اور جو چیز اللہ کے یاد سے روکتا ہے وہ حرام ہے

(9) اور شراب نماز سے روکتا ہے اور جو چیز نماز سے روکتا ہے وہ حرام ہے

(10) پھر فرمایا کیا تم باز آنے والے ہو؟ سو شراب اور جوئے سے باز آنا فرض ہے' اور ان میں مشغول ہونا حرام ہے۔

اور اسی وجہ سے حضرت عثمانؓ نے فرمایا۔ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ، أَنَّ أَبَاهُ، قَالَ: سَمِعْتُ عُثْمَانَ يَقُولُ: " اجْتَنِبُوا الْخَمْرَ، فَإِنَّهَا أُمُّ الْخَبَائِثِ[32]

(ترجمہ) فرماتے ہے کہ میں نے حضرت عثمانؓ سے سنا کہ وہ فرما رہیں تھے، شراب سے بچو، یقینا یہ ام الخبائث ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ اللہ ہمیں اس گناہ سے بچائے۔

حد الردّۃ:

تعریف: مرتد اسم فاعل ہے: "ارتد یرتد ارتدادا" جس کا لغوی معنی ہے پھرنے والا، پلٹنے والا،

جیسے قرآن میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہیں۔ إِنَّ الَّذِينَ ارتَدّوا عَلىٰ أَدبـٰرِهِم.(۲۵) سورہ محمد

(ترجمہ) بے شک وہ لوگ جو اپنی پیٹھ کے بل الٹے پھر گئے۔

تاج العروس میں کچھ اس طرح تعریف کی ہے: الرِّدَّةُ، (بِالْكَسْرِ: الاسمُ مِنَ الارْتِدادِ) وَقد ارْتَدَّ، وارتَدَّ عَنهُ: تَحوَّلَ، وَمِنْه الرّدّة عَن الإِسلامِ،[33]

---

[31] السنن الكبير، ج، 17، ص489، ح17592

[32] السنن الصغری للنسائي، ج8، ص315، ح5667

[33] تاج العروس من جواهر القاموس، ج38، ص90

مرتد آدمی کی سزا ہمیشہ جہنم ہوگا۔ارتد عن دینه: إذا كفر بعد إسلام
دین سے پھر جانا۔ کفر کریں اسلام قبول کرنے کے بعد،
(ترجمہ) یہ لوگ ہمیشہ تم سے لڑائی کرتے رہیں گے یہاں تک کہ اگران سے ہوسکے تو تمہیں تمہارے دین سے مرتد کردیں گے اور تم میں سے جو کوئی اپنے دین سے مرتد ہو گیااور اسی کفر کی حالت میں مر گیا تو ایسے لوگوں کے اعمال دنیاو آخرت میں غارت ہو جائیں گے، یہ لوگ جہنمی ہوں گے اور ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں ہی رہیں گے۔(البقرة: 217)

مسلۂ قتل مرتد۔شرعی طور پر:

مولانا مودودیؒ اپنی کتاب، مرتد کی سزا اسلامی قانون میں، میں فرماتے ہیں۔کہ یہ بات کسی سے پوشیدہ نہیں ہے کہ اسلام میں اس شخص کی سزا قتل ہے جو مسلمان ہو کر پھر کفر کی طرف پلٹ جائے۔اس باب میں جو پہلا شک مسلمانوں کے اندر پیدا ہوا وہ انیسویں صدی کے دور آخر کی تاریک خیالی کا نتیجہ تھا۔ورنہ اس سے پہلے کامل بارہ سو برس تک یہ تمام امت کا متفق مسئلہ تھا۔اور کسی بھی دور میں مسلمانوں میں اس کا اختلاف نہیں تھا۔نبی ﷺ سے لیکر ائمہ مجتہدین اوران کے بعد جتنے بھی علماء آئے ہے ساروں کہ کتابوں میں یہ تصرحات موجود ہیں۔اگران سب کو جمع کر کے دیکھ لیا جائے تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ دور نبوت سے لے کر آج تک اس مسلئے میں صرف ایک حکم موجود ہے باقی کوئی اور حکم موجود نہیں ہے۔اور وہ ہے قتل۔[34]

حکم قتل مرتد کا ثبوت قرآن سے:

معلومات کی کمی کی وجہ سے جن لوگوں کی دلوں میں یہ شبہ ہے کہ شادید اسلام میں مرتد کی سزا قتل موجود نہیں ہے اور یہ بعد کی مولویوں نے یہ چیز اپنے طرف سے کھڑ دیا تو میں یہاں قرآن سے ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہو۔قرآن مرتد کے بارے میں کیا فرماتے ہیں۔
(ترجمہ) ہاں اگر یہ توبہ کرلیں، نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کرنے لگیں تو وہ تمہارے دینی بھائی ہیں اور ہم اپنے احکام ان لوگوں کے لئے تفصیل سے بیان کرتے ہیں جو علم رکھتے ہیں(11) اور اگر وہ معاہدہ کرنے کے بعد اپنی قسمیں توڑ دیں اور دین میں طعنہ زنی کریں تو کفر کے ان علمبرداروں [ ] سے جنگ کرو،ان کی قسموں کا کچھ اعتبار نہیں(اور اس لیے جنگ کرو) کہ وہ باز آجائیں(12) سورہ التوبہ (پارہ 10)
اس آیات کے بارے میں مولانا مودودیؒ فرماتے ہیں کہ یہ آیت سورۃ توبہ اس وقت نازل ہوئی وہ یہ کہ (9ھ) کے موقعہ پر اللہ تعالیٰ نے اعلان برات کرنے کا حکم دیا جو اللہ اور اس کے رسول سے لڑتے ہیں اس کے ساتھ چار مہینے کی مہلت ہے اس مدت میں وہ اپنے معاملے پر غور کریں،اسلام قبول کریں یا ملک چھوڑ دے۔اور اگر ایسا نہیں کیا تو ان کی خبر پھر تلوار لے گا،اگر توبہ کریں نماز دکواۃ ادا کریں تو تمہارے دینی بھائی ہیں، لیکن اگر اس کے بعد وعدہ توڑا تو کفر کے لیڈروں سے جنگ کریں۔مولانا صا یہاں فرماتے ہے کہ یہاں عہد شکنی سے مراد کسی طرح بھی سیاسی معاہدات کی خلاف ورزی نہیں کی جاسکتی۔بلکہ سیاق عبارت سے صریح طور پر اس کے معنیٰ اقرار اسلام سے پھر جانا، متعین کردیتا ہے،اور اس کے بعد (فَقَاتِلُوا أَئِمَّةَ الْكُفْرِ) کے معنیٰ اس کے سوا کچھ نہیں ہوسکتے کہ تحریک ارتداد کے لیڈروں سے جنگ کی جائے۔[35]

حکم قتل مرتد احادیث سے:

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ عِكْرِمَةَ أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ حَرَّقَ قَوْمًا فَبَلَغَ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ لَوْ كُنْتُ أَنَا لَمْ أُحَرِّقْهُمْ لِأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُعَذِّبُوا بِعَذَابِ اللهِ

[34] مولانا مودودیؒ، **مرتد کی سزا اسلامی قانوں میں**،(اسلامک پبلیکیشنز لمیٹیڈ، اشاعت پنجم: اپریل 1970)، ص 9
[35] **مرتد کی سزا اسلامی قانوں میں**، ص 10-12

وَلَقَتَلْتُهُمْ كَمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ بَدَّلَ دِينَهُ فَاقْتُلُوهُ۔[36]

(ترجمہ) علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ایک قوم کو آگ میں جلایا۔ یہ بات عبداللہ بن عباس کو پہنچی تو انہوں نے فرمایا اگر میں ہوتا تو انہیں آگ میں نہ جلاتا اس لئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، اللہ کے عذاب کے ساتھ عذاب نہ دو البتہ میں انہیں قتل کر دیتا جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اپنا دین بدل لیا، اسے قتل کر دو۔

دوسری دلیل

حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُرَّةَ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " لاَ يَحِلُّ دَمُ امْرِئٍ مُسْلِمٍ، يَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللَّهِ، إِلَّا بِإِحْدَى ثَلاَثٍ: النَّفْسُ بِالنَّفْسِ، وَالثَّيِّبُ الزَّانِي، وَالمَارِقُ مِنَ الدِّينِ التَّارِكُ لِلْجَمَاعَةِ "[37](ترجمہ) جو شخص لا الہ الا اللہ اور میرے رسول ہونے کی گواہی دے، اس کا خون حلال نہیں مگر تین کاموں میں سے کسی ایک کی بناپر (1) نفس نفس کے بدلے (یعنی قصاص میں قتل کرنا) (2) شادی شدہ زانی (یعنی اسے رجم کر کے مار دیا جائے)۔ (3) اپنے دین کو چھوڑنے والا، جماعت کر ترک کرنے والا یعنی مسلمانوں کی جماعت سے علیحدہ ہو کر کافروں کی جماعت میں شامل ہو جائے اور دین اسلام ترک کر بیٹھے مرتد ہو جائے

تیسری دلیل:

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ الْبَاهِلِيُّ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِئٍ مُسْلِمٍ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ إِلَّا بِإِحْدَى ثَلَاثٍ رَجُلٌ زَنَى بَعْدَ إِحْصَانٍ فَإِنَّهُ يُرْجَمُ وَرَجُلٌ خَرَجَ مُحَارِبًا لِلَّهِ وَرَسُولِهِ فَإِنَّهُ يُقْتَلُ أَوْ يُصْلَبُ أَوْ يُنْفَى مِنْ الْأَرْضِ أَوْ يَقْتُلُ نَفْسًا فَيُقْتَلُ بِهَا۔[38]

(ترجمہ) جابرؓ سے روایت ہے کہ عورت تھی جن کو ام مروان کہتے تھے وہ مرتد ہو گئی تو رسول اللہ ﷺ نے حکم اگر یہ واپس ہو جائے اسلام میں اور توبہ کریں، اگر ایسا نہ ہو تو اس کو قتل کریں۔

اب یہاں ایک مسئلہ قابل ذکر ہے کہ عورت اگر مرتد ہو جائے تو اس کو قتل کیا جائے گا یا قید میں ڈالا جائے گا (جواہر الفقہ کے جلد نمبر ششم میں فرماتے ہیں کہ عورت کو قید میں ڈالا جائے، لیکن اس حدیث سے معلوم ہتا ہے کہ قتل کیا جائے گا

امام ابن قدامہؒ فرماتے ہیں-وَأَجْمَعَ أَهْلُ الْعِلْمِ عَلَى وُجُوبِ قَتْلِ الْمُرْتَدِّ .وَرُوِيَ ذَلِكَ عَنْ أَبِي بَكْرٍ ، وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ ، وَعَلِيٍّ ، وَمُعَاذٍ ، وَأَبِي مُوسَى ، وَابْنِ عَبَّاسٍ ، وَخَالِدٍ ، وَغَيْرِهِمْ ، وَلَمْ يُنْكَرْ ذَلِكَ ، فَكَانَ إجْمَاعًا[39]

کہ قتل پر سارے اہل علم متفق ہیں کہ جو مرتد ہو اوہ قتل کیا جائے گا۔ اور ابو بکرؓ عمرؓ عثمانؓ علیؓ۔ اور اس کے علاوہ بہت سے اصحاب سے نقل ہے کہ جو مرتد ہو اوہ قتل کیا جائے گا، اور اس پر اجماع ہیں۔

اور اس کے علاوہ بہت سے واقعات موجود ہے ہے خلفائے راشدین کے دور کے جس میں مرتد کو قتل کی سزا دیا جا چکا ہیں

[36] محمد بن إسماعيل البخاري، صحيح البخاري، (دار طوق النجاة مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي :1422)، ج4، ص61، ح3017

[37] صحيح البخاري، ج9، ص5، ح6878

[38] سنن ابوداؤد، ج11، ص430، ح3789

[39] المغني-ابن قدامة، باب كتاب المرتد، ج10، ص72

امام ابو حنیفہ کا قول۔ ويعرض على الْمُرْتَد حرا أَو عبدا الْإِسْلَام فَإِن أَبى قتل[40]

(ترجمہ)مرتد پر اسلام پیش کیا جائے خواہ وہ غلام ہو یا آزاد پس اگر انکار کریں تو قتل کیا جائے گا۔

(نتیجہ)اس سے یہ، معلوم ہوتا ہے کہ مرتد کی سزا پس صرف قتل ہے اور اس کی علاوہ اور کوئی سزا نہیں ہے، جس کی ثبوت قرآن، حدیث، صحابہ تابعین ائمہ کے اقوال سے معلوم ہوتا ہے۔

نتائج:

حدود کی اقسام قرآن وحدیث کی روشنی میں ثابت کرنے کے بعد یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ جو لوگ اسلام پر اعتراض کر رہیں ہے کہ اسلام میں زیادتی اور جبر وظلم ہیں تو ساری تفصیل سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اسلام میں ظلم نہیں اور اسلامی سزائی اسلئے ہے تاکہ معاشرہ جرم سے پاک ہو اور لوگ امن سے رہ سکے۔

اور اس سے ایک بات اور بھی واضح ہوتی ہے کہ جن روشن خیال کی خیال میں اسلام میں سزائیں نہیں ہے اور اسلام صرف مسجد کے حد تک محدود ہی رہے گا تو اس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اسلام میں سزائیں موجود ہے اور اس کے نافظ کرنے اور معاشرے کو صاف کرنے اور خطے میں امن لانے کے لیے اسلامی حکومت کی ضرورت ہے۔

٣٠٦

[40]ابو عبداللہ محمد بن الحسن الشيباني، الجامع الصغير وشرحه النافع الكبير لمن يطالع (عالم الكتب—بيروت، الطبعة: الأولى 1406ھ)، ج6، ص306